سُورَةُ الْقَارِعَة

یہ مکی سورتوں میں سے ہے، اس میں قیامت کی آمد اور اس کی ہولنا کیوں کا ذکر ہے، قرآن حکیم میں قیامت کے مختلف نام آئے ہیں جیسا کہ ''الساعة'' (گھڑی) ''القیامة'' (قیامت) ''الواقعه'' (یعنی قائم ہونے والی) ''الأزفة'' (جلدی آنے والی) ''الحاقة'' (وہ حقیقت جو آ کر رہے گی)، ''الطامة'' (عظیم حقیقت)، ''الصّاخة'' (سخت اور گرجدار آواز والی)، ''القارعة'' کھڑ کھڑانے والی جس میں زوردار دھماکے پیدا ہوں یعنی (عظیم حادثہ)، قَرَعَ یَقْرَعُ عربی میں کھٹکھٹانے کو کہتے ہیں جس میں غفلت میں پڑے ہوئے لوگوں کو جگانا مقصود ہو گویا کہ ''اَلْقَارِعَة'' ایسی بڑی مصیبت ہے جو اچانک سر پر آ پڑے گی اور یہ ایک ایسی گھڑی ہو گی جو دنیا کی لذتوں اور اس کی آسائشوں میں ڈوبے ہوئے انسانوں پر اچانک آ جائے گی اور وہ بے دست پا ہو کر پیوند زمین ہو جائیں گے، کچھ شک نہیں کہ یہ دنیا کا آخری مرحلہ ہو گا اور اس میں نیک و بد سبھی لوگ ہوں گے، مگر یہ اپنے نتائج و انجام کے لحاظ سے مختلف ہو جائیں گے۔

سُوْرَۃُ الْقَارِعَۃ

آیات: ۱۱ رکوع: ۱

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

﴿اَلۡقَارِعَۃُ(۱) مَا الۡقَارِعَۃُ(۲) وَمَا اَدۡرٰیکَ مَا
الۡقَارِعَۃُ(۳) یَوۡمَ یَکُونُ النَّاسُ کَالۡفَرَاشِ الۡمَبۡثُوۡثِ(۴)
وَتَکُوۡنُ الجِبَالُ کَالۡعِھۡنِ الۡمَنۡفُوۡشِ(۵) فَاَمَّا مَنۡ ثَقُلَتۡ
مَوَازِیۡنُہٗ(۶) فَھُوَ فِیۡ عِیۡشَۃٍ رَّاضِیَۃٍ(۷) وَاَمَّا مَنۡ خَفَّتۡ
مَوَازِیۡنُہٗ(۸) فَاُمُّہٗ ھَاوِیَۃٌ(۹) وَمَآ اَدۡرٰیکَ مَاھِیَۃۡ(۱۰) نَارٌ
حَامِیَۃٌ(۱۱)﴾

عظیم حادثہ! کیا ہے وہ عظیم حادثہ؟ اور تم کیا جانو کہ وہ عظیم حادثہ کیا ہے؟ (یہ حادثہ قیامت ہے) جس دن لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح اور پہاڑ رنگا رنگ دھنکی ہوئی اون کی طرح ہوں گے۔ جس کے اعمال (صالحہ) کا وزن بھاری ہوگا وہ دل پسند عیش میں ہوگا اور جس کے اعمال (صالحہ) کا وزن ہلکا ہوگا۔ اس کے لیے جائے قرار ہاویہ (گہری کھائی) ہے اور تم کیا جانو کہ یہ ہاویہ کیا ہے؟ یہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔

﴿اَلۡقَارِعَۃُ، مَا الۡقَارِعَۃُ، وَمَا اَدۡرٰیکَ مَا الۡقَارِعَۃُ﴾

عظیم حادثہ! کیا ہے وہ عظیم حادثہ؟ اور تم کیا جانو کہ وہ عظیم حادثہ کیا ہے؟ (یہ حادثہ قیامت ہے)

اَلۡقَارِعَۃُ عظیم حادثہ، اسم فاعل، (قَرَعَ، یَقۡرَعُ قَرۡعًا) کھٹکھٹانا، چوٹ لگانا، امام راغب اصفہانی

لکھتے ہیں: ''اَلْقَرْعِ کے اصل معنی ایک چیز کو دوسری چیز پر مارنے کے ہیں، اس سے ''قَرْعُتُهٗ بِالْمِقْرَعَةِ'' کا محاورہ ہے جس کے معنی کوڑے سے سرزنش کرنے کے ہیں۔'' پھر یہ لفظ قیامت، شامت اعمال، مصیبت آفت اور عظیم حادثہ، کے لیے بھی استعمال ہونے لگا (القاموس الوحید) جیسا کہ قرآن حکیم میں آتا ہے:

وَلَا يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ ''جن لوگوں نے اللہ کے ساتھ کفر کا رویہ اختیار کر رکھا ہے ان پر ان کے کرتوتوں کی وجہ سے کوئی نہ کوئی آفت آتی ہی رہتی ہے۔''

یہاں پر ''اَلْقَارِعَة'' کا لفظ آفت اور مصیبت کے معنی میں آیا ہے۔ مَا الْقَارِعَةُ کیا ہے وہ عظیم حادثہ؟ مَا حرف استفہام اَلْقَارِعة، عظیم حادثہ (یعنی قیامت)، وَمَا اَدْرٰىكَ اور تم کیا جانو، وَ اور عاطفہ، (اَدْرٰ.كَ) جانو۔تم، اَدْرٰ، يُدْرِی، باخبر کرنا، علم میں لانا، ''كَ''، ضمیر واحد مذکر حاضر۔

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

''القارعة'' یہ قیامت کے مختلف ناموں میں سے ایک نام ہے، اس کے معنی ہیں ٹھونکنے والی، کھٹکھٹانے والی۔ قَرَعَ الْبَاب کے معنی ہیں اس نے دروازہ کو ٹھونکا یا کھٹکھٹایا اس نام سے قیامت کے اس خاص پہلو کی طرف اشارہ مقصود ہے کہ جس طرح کوئی رات میں آنے والا دروازے کو ٹھونکتا اور گھر کے تمام سونے والوں کو دفعتًا ہڑبڑا دیتا ہے، وہی حال قیامت کا بھی ہوگا، اس کا وقت کسی کو نہیں معلوم کہ کب آدھمکے۔ اس کا ظہور اچانک ہوگا اور وہ دفعتًا سارے عالم میں ایک ہلچل برپا کردے گی، اس کے اسی نام کے اندر یہ تنبیہ بھی مضمر ہے کہ جب یہ اس کائنات کی سب سے بڑی ہلچل ہے اور اس کا وقت کسی کو نہیں معلوم ہے تو سلامتی اسی میں ہے کہ اس کا کھٹکا ہر وقت لگا رہے۔

''مَا الْقَارِعَةُ'' اس سوال نے اس آلام کی سنگینی میں مزید اضافہ کردیا کہ جو لوگ اس کو کوئی معمولی بات سمجھ کر اس سے بے پروا ہیں وہ چوکنے ہوں اور کان کھول کر اس کا حال سن لیں اور اس کے لیے جس تیاری کی ضرورت ہے، اُس کی فکر کریں۔

''وَمَا اَدْرٰىكَ مَا الْقَارِعَةُ'' اس میں سوال کے ساتھ ساتھ مخاطب کی غفلت اور ناعاقبت بینی پر افسوس اور حسرت کا اظہار بھی ہے کہ تم کیا جانو یا کیا سمجھو کہ وہ اچانک ٹوٹ پڑنے والی آفت کیا ہے اور ان

لوگوں پر کیا گزرے گی جو بار بار کی تنبیہ وتذکیر کے باوجود اس کا مذاق اڑائے جا رہے ہیں۔'' (تدبر قرآن، ج:۸)

﴿يَوْمَ يَكُونُ النَّاسُ كَالْفَرَاشِ الْمَبْثُوثِ، وَتَكُونُ الْجِبَالُ كَالْعِهْنِ الْمَنْفُوشِ﴾

جس دن لوگ بکھرے ہوئے پروانوں کی طرح اور پہاڑ دھنکی ہوئی اون کی طرح ہوں گے۔

يَوْمَ جس دن ظرف زمان، يَكُونُ ہوں گے (كَانَ، يَكُوْنُ، كَوْنًا) ہونا، النَّاسُ لوگ، كَالْفَرَاشِ (كَ. الْفَرَاشِ) مانند۔ پتنگوں (کے) اسم سے پہلے 'کَ' مانند کا معنی دیتا ہے، الْمَبْثُوْثِ بکھرے ہوئے (بَثَّ، يَبُثُّ، بَثًّا) پھیلانا، منتشر کرنا، اس سے اسم مفعول مَبْثُوْث پھیلے ہوئے، بکھرے ہوئے، وَتَكُوْنُ اور ہوں گے، الْجِبَالُ پہاڑ اس کا مفرد جَبَلٌ ہے، كَالْعِهْنِ (كَ. الْعِهْنِ) مانند، اون (کے)، الْمَنْفُوْشِ دھنکی ہوئی اسم مفعول (نَفَشَ، يَنْفُشُ، نَفْشًا) روئی یا اُون کا دھنکنے سے بکھرنا۔

سید مودودیؒ لکھتے ہیں:

''جب وہ حادثۂ عظیم برپا ہوگا، جس کے نتیجے میں دنیا کا سارا نظام درہم برہم ہو جائے گا، اس وقت لوگ گھبراہٹ کی حالت میں اس طرح بھاگے بھاگے پھریں گے جیسے روشنی پر آنے والے پروانے ہر طرف پراگندہ اور منتشر ہوتے ہیں اور پہاڑ رنگ برنگ کے دھنکے ہوئے اون کی طرح اڑنے لگیں گے، رنگ برنگ کے اون سے پہاڑوں کو تشبیہ اس لیے دی گئی ہے کہ ان کے رنگ مختلف ہوتے ہیں۔'' (تفہیم القرآن)

﴿فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهُ، فَهُوَ فِيْ عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ﴾

جس کے اعمال (صالحہ) کا وزن بھاری ہوگا، وہ دل پسند عیش میں ہوگا۔

فَأَمَّا پس، مَنْ جس شخص (کا) اسم موصول، ثَقُلَتْ بھاری ہوا، وزنی ہوا (ثَقُلَ، يَثْقُلُ. ثِقْلًا و ثَقَالَةً) بھاری اور وزنی ہونا، ثقالت، بوجھ، اردو میں استعمال ہوتا ہے، مَوَازِيْنُهُ (مَوَازِيْنُ. هُ) وزن۔ اس کا، 'هُ' ضمیر واحد مذکر غائب اس شخص کی طرف جاتی ہے جس کے نیک اعمال اس کی برائیوں پر حاوی ہو جائیں گے۔ فَهُوَ (فَ. هُوَ) پس، وہ ہوگا۔ هُوَ ضمیر واحد مذکر غائب بھی نیک شخص کی طرف جاتی ہے۔ فِيْ بیچ (درمیان)، عِيْشَةٍ رَّاضِيَةٍ زندگی، خوشحالی (کی) (عَاشَ، يَعِيْشُ، عَيْشًا، وَعِيْشَةً) زندگی گزارنا، جینا اور عِيْشَةٌ، زندگی، رَاضِيَةٌ، اچھی، راضی خوشی کی، عِيْشَةٌ، موصوف ہے

اوراس کی صفت راضیۃٌ ہے،عربی میں صفت موصوف کی اعرابی حالت یکساں ہوتی ہے۔

﴿وَاَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ، فَاُمُّهٗ هَاوِيَةٌ﴾

اور جس کے اعمال (صالحہ) کا وزن ہلکا ہوگا، اس کے لیے جائے قرار ہاویہ (گہری کھائی) ہے۔

وَ اور عاطفہ، اَمَّا (حرف شرط وتفصیل) رہا یہ کہ، مَنْ جس شخص (کا)، خَفَّتْ ہلکا ہوا (خَفَّ، يَخِفُّ، خَفًّا) ہلکا ہونا، ، کم ہونا، خفیف، ہلکا، اردو میں استعمال ہوتا ہے، مَوَازِيْنُهٗ (مَوَازِيْنُ. هٗ)، وزن۔اس کا، هٗ کی ضمیر واحد مذکر غائب، اس شخص کی طرف جاتی ہے جس کی برائیاں اس کی نیکیوں پر حاوی ہو جائیں گی، ''فَاُمُّهٗ (فَ. اُمُّ. هٗ) پس۔ٹھکانہ۔اس کا، اُمٌّ کے لفظی معنی ماں کے ہیں لیکن یہاں یہ ملجا اور ٹھکانے کے معنی میں ہے اور نہایت بلاغت کے ساتھ استعمال ہوا ہے۔'' (تدبر القرآن)

﴿وَمَآ اَدْرٰىكَ مَاهِيَهْ، نَارٌ حَامِيَةٌ﴾

اور تم کیا جانو کہ یہ ہاویہ کیا ہے؟ یہ بھڑکتی ہوئی آگ ہے۔

وَ اور، عاطفہ، اَدْرٰىكَ (اَدْرٰى. كَ) جانو۔تم، اَدْرٰى، يُدْرِى، باخبر کرنا، علم میں لانا، 'کَ' ضمیر واحد مذکر حاضر، غافل انسان کی طرف ہے، مَاهِيَهْ، کیا ہے یہ؟ استفہام، یہ جہنم کی شدت، حرارت اور سنگینی کو بیان کیا جا رہا ہے۔نَارٌ حَامِيَةٌ، آگ ہے، دہکتی ہوئی، تیز جلنے والی آگ۔

مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں:

''یہ ان لوگوں کا حشر بیان ہو رہا ہے جن کے پاس باطل ہی باطل ہوگا۔حق ان کے پاس ہوگا ہی نہیں یا ہوگا تو ان کے عقیدے اور اُن کی نیت نے اس کو بھی بالکل بے وزن کر دیا ہوگا، فرمایا کہ ان کا ٹھکانا کھڈ (کھائی) ہے، اس کھڈ کی وضاحت آگے فرما دی کہ وہ دوزخ کا کھڈ ہوگا جس میں آگ بھڑک رہی ہو گی۔'' (تدبر قرآن، ج:۸)

آیاتِ مبارکہ کی حکمت وبصیرت:

۱) قیامت کا ظہور اچانک ہوگا جب دنیا کی یہ محفل جمی اور سجی ہوگی اور کسی کو کچھ خبر نہ ہوگی کہ یکا یک یہ

عالیشان اور پرشکوہ عمارتیں اپنے مکینوں کے ساتھ زمین بوس ہوجائیں گی، یہ دنیا کی تباہی و بربادی کا پہلا مرحلہ ہوگا۔

۲) دوسرا مرحلہ یہ ہوگا کہ آج تک پیدا ہونے والے روئے زمین کے تمام انسان، رب کائنات کے حکم سے زندہ ہوجائیں گے اور انتہائی پریشانی کے عالم میں میدان محشر کی طرف حساب کتاب کے لیے بھاگ رہے ہوں گے ایسے ہی جیسے موسم برسات میں پتنگے فضا میں تیر رہے ہوتے ہیں۔ سب کو اپنی اپنی پڑی ہوگی اور عزیز واقارب، دوست واحباب ایک دوسرے کو پہچاننے کے باوجود بے رخی اور دل آزاری کا اظہار کریں گے۔

۳) بلند و بالا پہاڑ جن کی چوٹیاں سر کرنے کے لیے بڑی محنت اور مشقت درکار ہوتی تھی بے حقیقت ہو جائیں گے اور فضا میں یوں اڑ رہے ہوں گے گویا کہ وہ دھنکی ہوئی رنگ برنگ اُون ہے۔

۴) تمام انسان دو حصوں میں بٹ جائیں گے ایک وہ جنہوں نے حزم واحتیاط سے زندگی گزاری، ایمان اور اعمال صالحہ سے اپنے آپ کو مزین کیا، ان سے زندگی میں تھوڑی بہت خطائیں ضرور ہوئیں مگر نیکیوں کا پلڑا وزنی رہا، یہ کامیاب اور بامراد ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی جنت ان کا ٹھکانا ہوگا۔ جہاں دائمی عیش اور ابدی راحت کے سامان ہوں گے اور دوسرے وہ لوگ ہوں گے جو شیطان اور خواہشات نفس کے پجاری بن گئے اور عارضی زندگی تباہ و برباد کر ڈالی اور اگر کبھی بھولے سے کوئی نیکی سرزد ہوئی بھی تو برائیوں کا پلڑا وزنی رہا اور وہ ان کی ناکامی اور نامرادی کی علامت بن گیا اور بھڑکتی ہوئی آگ ان کی ہمیشہ ہمیشہ کی رہائش گاہ قرار پائی جہاں کسی کروٹ آرام اور چین نصیب نہ ہوگا۔

۵) عقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنے عقائد واعمال کو ہر وقت سیدھا اور درست رکھے، احکام الٰہی اور اسوہ رسول ﷺ کی پیروی کو اپنی زندگی کا شعار بنائے اور یہ خیال کرے کہ موت اس کے سر پر کھڑی ہے، ویسے بھی کوئی شخص اپنی موت سے آگاہ نہیں کہ وہ کب اور کہاں آجائے۔ موت کے ساتھ عمل کرنے کی زندگی منقطع ہوجاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو فہم وبصیرت سے نوازے۔ آمین!

..................o..................